بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

# وسطی ایشیا کا مطالعہ اور ہم

یہ امر ہمارے لیے ازحد حوصلہ افزا اور باعث تقویت ہے کہ "وسطی ایشیا کے مسلمان" کے اوّلین شمارے کو ہماری توقع سے بڑھ کر پذیرائی حاصل ہوئی۔ قارئین نے اسے وقت کی ضرورت قرار دیا ہے اور اسے ذرا ضخیم دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ یہ ہماری خوش بختی ہوگی، اگر ہم اپنے قارئین کو سابق سوویت یونین کی نوآزاد مسلم ریاستوں کے ماضی وحال کے بارے میں پڑھنے کے لیے زیادہ لوازمہ دے سکیں۔ تاہم یہ کام بظاہر جتنا آسان نظر آتا ہے، حقیقتاً اتنا آسان نہیں ہے۔

---

اس نوآزاد خطّے کے بارے میں ہم پاکستانیوں کی براہِ راست معلومات بہت محدود ہیں۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے تاجک زبان کے سوا، جو فارسی سے بہت قریب ہے، اس خطّے کی زبانوں سے ہم اہلِ پاکستان ناواقف ہیں۔ ان زبانوں کے لٹریچر سے ہم کوئی استفادہ نہیں کرسکتے جو خطّے کے عوام کے جذبات، احساسات اور خواہشات کے جاننے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ مقامی زبانوں کے ساتھ ساتھ روسی زبان سے بھی ہماری دلچسپی محدود رہی ہے۔ شاید ہمارے ہاں روسی زبان جاننے والے ایسے افراد بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوں گے جو روسی لکھنے پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور پھر اس صلاحیت کے نتیجے میں اُنھوں نے علمی سرمائے میں کوئی اضافہ کیا ہو۔ یہی سبب ہے کہ وسطی ایشیا پر پاکستانی اہلِ قلم کی تحریروں میں روسی یا مقامی زبانوں کے مصادر اور مراجع کے حوالے شاذو نادر ہی ملتے ہیں۔

سابق سوویت یونین کے مسلمانوں کی تاریخ و تمدّن اور ادب و ثقافت کے بارے میں خطّے سے باہر ترکی کے اہلِ دانش نے نسبتاً زیادہ دلچسپی لی ہے مگر معاملہ پھر وہی "زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم" کا ہے۔

مذکورہ بالا پس منظر میں وسطی ایشیا کے بارے میں ہماری معلومات کا بڑا ذریعہ مغربی اہلِ قلم کی تحقیقات اور مغربی ذرائع ابلاغ ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ماضی قریب میں "سرد جنگ" میں مغرب کی پوزیشن اور "آہنی پردے" کی موجودگی کے باعث "مغربی تحقیقات" واقعتاً حقیقت کی عکاس تھیں اور رواں مرحلے میں مغرب کے مخصوص مفادات خطّے کی تصویر پیش کرنے میں اپنا اثر نہیں دکھا رہے۔

---

وسطی ایشیا کی زبانوں کے حوالے سے اپنی درماندگی کے ساتھ ساتھ مزید پریشان کن امر یہ ہے کہ ہمارے کتب خانے اس موضوع پر تہی دامن ہیں۔ روسی یا وسطی ایشیا کی زبانوں میں تو مطبوعات کی عدم موجودگی سمجھ میں آتی ہے مگر فارسی سے تو ہمارا ثقافتی رشتہ رہا ہے اور انگریزی سے وہ رشتہ بدستور چلا آرہا ہے جو نوآبادیاتی دور میں قائم ہوا تھا۔ اس کے باوجود ہمارے کتب خانوں میں وسطی ایشیا سے متعلق فارسی اور انگریزی کا بھی وہ ذخیرہ موجود نہیں جس کی توقع کی جانی چاہیے۔

---

براہ راست معلومات کی کمی اور کتب خانوں کی بے مائیگی نے اس معاملے میں بھی ہمیں مغربی دنیا پر انحصار کرنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ لندن اور نیویارک کے رسائل و جرائد میں وسطی ایشیا سے متعلق جو کالم چھپتے ہیں، ہمارے ہاں نقل در نقل ہوتے رہتے ہیں اور یہی ہماری فکر و دانش کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہم وسطی ایشیا کی ان نوآزاد ریاستوں سے براہِ راست علمی تعلقات استوار نہیں کرلیتے اور ہمارے ہاں ایسے اہلِ علم سامنے نہیں آجاتے جن کے مطالعہ و تحقیق کا خصوصی موضوع وسطی ایشیا ہو اور وہ اس خطّے کی زبانوں سے واقفیت رکھتے ہوں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری جامعات اور اعلیٰ تحقیقی ادارے آگے بڑھ کر ان نوآزاد ریاستوں کی جامعات کے ساتھ باہمی تعاون کی نیو ڈالیں۔ پاکستان کی زبانوں اور ادب کا مطالعہ وسطی ایشیا میں کیا جائے اور اسی طرح ہماری جامعات میں وسطی ایشیا کی زبانوں، وہاں کے ادب، تاریخ، سیاست اور معاشرت کے مطالعے کو مناسب اہمیت دی جائے۔ یہ کام جس قدر جلد اور تیزی سے آگے بڑھے گا، اسی سُرعت کے ساتھ وسطی ایشیا کے بارے میں ہمارے علم و تحقیق میں گیرائی اور گہرائی پیدا ہوتی چلی جائے گی اور ان شاءاللہ وہ وقت آجائے گا جب وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے ادب، تاریخ و ثقافت اور سیاست و معیشت پر جُدا جُدا وقیع جرائد اور مجلّات شائع ہوسکیں گے۔

---

جب تک اس منزل تک رسائی حاصل نہیں ہوجاتی، جریدہ "وسطی ایشیا کے مسلمان" مقدور بھر کوشش کرتا رہے گا کہ سابق سوویت یونین کی نوآزاد مسلم ریاستوں کی تہذیب و تمدّن، تاریخ و ثقافت اور معاشرت و معیشت کے بارے میں ممکنہ ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات اپنے قارئین کو پہنچاتا رہے۔ زیرِ نظر شمارے میں اردو، فارسی اور عربی ماخذوں کے حوالے سے علامہ موسیٰ جاراللہ (م ۱۹۴۹ء) کی سوانح و خدمات پر ایک مختصر مضمون اور نجم النسفی کی تالیف "القند فی ذکر علماء سمرقند" پر تعارف و تبصرہ شامل کیا گیا ہے۔ سمرقند و بخارا جو ماضی میں مسلم تہذیب و ثقافت کے مراکز رہے ہیں، آج کس حال میں ہیں، اس سلسلے میں ایک امریکی سیاح کے تاثرات بھی دلچسپ ہیں، ان تاثرات پر ہمارا نقطۂ

نظر مضمون کے آغاز میں درج ادارتی نوٹ سے واضح ہے۔

ماضی قریب کی پالیسیوں سے وسطی ایشیا میں جو گھمبیر مسائل پیدا ہوئے ہیں، ان میں ماحولیاتی آلودگی سر فہرست ہے۔ ایک مختصر مضمون میں اس صورت حال کی جانب اشارات کیے گئے ہیں۔ "حال" کے حوالے سے تاجکستان مسلسل خلفشار کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اس خلفشار کی تفہیم کے لیے "آج کا تاجکستان" شاملِ اشاعت ہے۔

آخر میں اپنے قارئین سے ہماری درخواست ہے کہ "وسطی ایشیا کے مسلمان" کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اپنے قیمتی مشوروں اور علمی تعاون سے نوازیں۔